حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط

۲- محاذ عراق و عجم

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق
(استاذ ادبیات عربی - دہلی یونیورسٹی)

(۹)

۸۸- خانقین کے مجاہدوں کے نام

حلوان جانے والی سڑک پر یہ شہر جلولار سے تقریباً بیس میل شمال مشرق میں واقع ہے یہاں ایک مضبوط قلعہ تھا۔ جلولار ذوالقعدہ ۱۶ھ میں فتح ہوا۔ شکست خوردہ ایرانی فوجیں بھاگ کر خانقین میں پناہ گزیں ہوئیں - یہاں ان کے ساتھ کچھ تازہ دم فوجیں بھی مل گئیں۔ قعقاع بن عمرو ان کے تعاقب میں آئے اور ان کو شکست دے کر خانقین پر قابض ہوئے۔

"جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور اہلِ قلعہ کہیں کہ ہم ہتھیار ڈالنے کو تیار ہیں بشرطیکہ خدا کی منشار کے مطابق ہمارے ساتھ معاملہ کیا جائے تو تم ان کی یہ بات نہ مانو کیوں کہ تم کو اُن کے بارے میں خدا کی منشار اور فیصلہ کا علم نہیں ہے، بلکہ وہ اسی شرط پر ہتھیار ڈالیں کہ تمہاری

صوابدید کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے، پھر جو مناسب ہو ان کے ساتھ برتاؤ کرو۔ جب تمہارا کوئی فوجی دشمن کے کسی شخص سے کہے لَا تَخَفْ یا لا تدھل[1] یا مترس تو یہ سارے لفظ امان کے مترادف ہیں، خدا سب زبانیں جانتا ہے۔"

۸۹۔ قاضی شُرَیح کے نام

شُرَیح تقریباً ساٹھ سال کوفہ کے قاضی رہے۔ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت عمر نے ان کو ۱۸ھ میں اس منصب پر فائز کیا تھا۔ ذیل کا خط ازالۃ الخفاء میں دارمی کی سند پر وارد ہوا ہے۔ زیادہ مستند اور مشہور رائے یہ ہے کہ حضرت عمر نے خط کے مضمون سے مشابہ یہ ہدایات شریح کو زبانی دی تھیں جب وہ قاضی ہو کر کوفہ جانے والے تھے :۔

"خدا کی کتاب میں جو فیصلہ تم کو ملے تو اس کو بلا تردد اختیار کرلو، اور جب کوئی فیصلہ وہاں نہ ملے تو سنت کی طرف رجوع کرو، اگر وہاں بھی نہ ملے تو اپنے اجتہاد سے کام لو۔ اس کے علاوہ عدالت میں نہ کسی سے لڑو، نہ جھگڑو اور نہ کوئی چیز خریدو، نہ بیچو۔"

(دیکھئے اصابہ، استیعاب، طبقات ابن سعد، اغانی، مروج الذہب، شرح نہج البلاغۃ ابن حدید)

"اگر تمہارے پاس کوئی ایسا مسئلہ آئے جس کا حل قرآن میں ہو تو

---

[1] قاضی ابو یوسف کی کتاب الخراج میں (ص ۲۰۵) لَا تَوْجَلْ ہے اور سنن کبریٰ بیہقی میں "لَا تَذْهَلْ" جس کے معنی نبطی زبان میں مت ڈرو کے ہیں۔ سنن کبریٰ مصر، ۹/۹۹

اس کے مطابق فیصلہ کرو اور کسی مجتہد کی رائے کی طرف قطعاً دھیان نہ دو، اگر مسئلہ ایسا ہو جس کا حل قرآن میں نہ ملے تو سنتِ رسول کی طرف رجوع کرو اور اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جس کا حل نہ تو قرآن میں ہو نہ سنت میں اور تم سے پہلے کسی مجتہد نے بھی ایسی رائے نہ دی ہو تو تم کو اختیار ہے خواہ اپنے اجتہاد سے کام لے کر فیصلہ کر دو یا اپنا فیصلہ محفوظ رکھو اور میرا خیال ہے تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ فیصلہ نہ دو۔[1]

(تم کو اختیار ہے خواہ تم اپنے اجتہاد سے فیصلہ کر دو خواہ مجھ سے رجوع کر لو .... روایت شعبی، سنن کبریٰ بیہقی ۱۰/۱۱۱)

۹۰- جُندی سابور کی فوجوں کے نام

مسلمان فوجیں رام ہرمز، ایذج، تستر، اور سوس فتح کر کے اہواز کے آخری اہم شہر جندی سابور کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں کہ ان کے ایک غلام نے چپکے سے تیر میں پروانۂ امان باندھ کر شہر پناہ کے اندر پھینکا۔ شہر کے لوگوں کو سخت پریشانی میں یہ پیغام ملا تو انھوں نے دروازے کھول دئے، اور اُن کے چوپائے باہر نکل آئے۔ مسلمان یہ حال دیکھ کر حیران ہوئے اور اہلِ شہر سے دروازے کھولنے کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے کہا: آپ نے جو پروانۂ امان تیر میں باندھ کر بھیجا تھا ہم نے اسے منظور کر لیا ہے اور جزیہ دے کر آپ کی حفاظت میں رہنے کو تیار ہیں۔ مسلمانوں نے کیمپ میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ایک غلام نے یہ اقدام کیا تھا۔ مسلمانوں نے کہا کہ یہ کام ہمارے غلام نے کیا ہے، ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اہلِ شہر بولے: ہم کیا جانیں آپ نے بھیجا ہے یا آپ کے غلام نے، اگر آپ نہیں مانتے ہیں تو ہم دروازے بند کئے لیتے ہیں۔ اس باب میں حضرت عمر

[1] دارمی ازالۃ الخفار، ۲/ ۸۵-۸۶

سے رجوع کیا گیا تو انھوں نے لکھا :۔

"

"خدا نے "وفا" کو بہت اونچا اور اہم مقام دیا ہے۔ جب تک "وفا" کے معاملہ میں تم کو ذرا بھی شک یا تذبذب رہے گا تم "با وفا" نہیں ہو سکتے (جُندی سابور کے باشندوں کے ساتھ جو وعدہ غلام کے پروانہ میں کیا گیا ہے) اس کو پورا کرو اور اہلِ شہر کو امان دے دو[1]"

فتوح البلدان، بلاذری مصر (ص۳۹۷) میں پروانۂ امان کا قصہ حصین سیراف (صوبۂ فارس کا ساحلی شہر) کے محاصرہ کے ضمن میں وارد ہوا ہے اور حضرت عمرؓ کے خط کا مضمون اس واقعہ کے راوی کے مطابق یہ ہے :۔

"

"مسلمان غلام (؟) کی حیثیت دوسرے مسلمانوں کی سی ہے، اگر غلام امان دے دے تو یہ ایسا ہے گویا مسلمانوں نے امان دی ہو، لہذا اس کی امان نافذ کر دو۔"

فتوح البلدان کی ایک دوسری روایت کی رو سے جس میں قلعہ یا جگہ کا نام نہیں بتایا گیا ہے خط کا مضمون یہ تھا :۔

"چوں کہ غلام سے مسلمانوں کو قوت حاصل ہوتی ہے، اس لئے اس کی امان مسلمانوں کی امان کے برابر ہے[2]"

۹۲۔ سعد بن ابی وقاص کے نام

جب یزدجرد شاہ ایران نے دیکھا کہ عربوں نے اہواز کا صوبہ بھی فتح کر لیا اور ان کے

---

[1] سیف بن عمر طبری ۴/۲۲۱ [2] فتوح البلدان بلاذری مصر : ص۳۹۸

حوصلے برابر بڑھتے جارہے ہیں تو وہ غیر معمولی گرم جوشی سے عرب سیلاب روکنے کی کوشش میں لگ گیا۔ ملک کے تمام صوبہ داروں کو توبیخ وترغیب کے خط لکھے اور فوجیں طلب کیں۔ اسکیم یہ تھی کہ عربوں کی عسکری قوت کا ایران یا عراق میں قلع قمع کر کے اور کھوئے ہوئے علاقہ پر پھر متصرف ہو کر، ان کے ملک پر چڑھائی کی جائے اور مدینہ کی حکومت ختم کردی جائے۔ یزدجرد نے اپنی اس بھرپور اور آخری کوشش کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ مختلف صوبوں سے آئی ہوئی فوجوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ تھی اور جنگ کا سامان بہت اعلیٰ اور فوجوں کے حوصلے بہت بلند تھے۔ اعثم (صـ ۶۹) نے یہاں تک لکھا ہے کہ چند فوجیں حلوان، خانقین اور جلولار بھیج دی گئی تھیں اور ان کا رخ مدائن اور کوفہ کی طرف تھا۔ جس وقت یزدجرد کی عسکری حرکت اور منصوبوں کی خبر کوفہ کے گورنر سعد کو ہوئی، نُعمان بن مُقرن صحابی زیرین عراق کے ضلع کسکر میں تحصیلِ خراج کے عامل تھے۔ ۲۱ھ میں انھوں نے حضرت عمر کو لکھا کہ مجھے یہ کام پسند نہیں ہے، میرے دل میں جہاد کی لگن ہے۔ نعمان عراق اور اہواز کی جنگوں میں بڑی بے جگری سے لڑے تھے۔ حضرت عمر کو نہاوند کے لئے (جہاں ایرانی فوجیں جمع ہو رہی تھیں) ایک نڈر اور مخلص سالار کی ضرورت تھی اور یہ سالار ان کو نعمان میں مل گیا۔ چنانچہ انھوں نے سعد کو لکھا:-

"نُعمان نے مجھے لکھا ہے کہ تم نے انھیں تحصیلِ خراج کے کام پر لگایا ہے جو ان کو پسند نہیں ہے، وہ جہاد کے خواہش مند ہیں، لہٰذا تم ان کو وقت کی سب سے اہم مہم نہاوند کا سالار بنا کر بھیجو۔" (ابن اسحاق طبری ۴/۲۳۱)

۹۳- نُعمان بن مُقرن کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے نعمان

بن مُقرِن کو سلام علیک۔ میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایرانیوں کی ایک بڑی فوج تم سے لڑنے نہاوند میں جمع ہوئی ہے۔ میرا خط پاکر خدا کے حکم اور مدد سے اس فوج کے ساتھ جو تمہارے پاس موجود ہے نکل کھڑے ہو۔

۲۔ مسلمانوں کو پتھریلے یا دشوار گذار راستوں سے نہ لے جاؤ۔

۳۔ نہ اُن کو کسی جائز حق سے محروم کرو جس کے زیر اثر وہ اسلام سے بدظن ہوجائیں۔

۴۔ نشیبی جنگلوں سے ہوکر کبھی نہ گذرنا (جہاں وہ بیماریوں میں مبتلا ہوں یا درندوں کا لقمہ بنیں) کیوں کہ مجھے ایک مسلمان کی جان ایک لاکھ دینار (تقریباً پانچ لاکھ روپئے) سے زیادہ عزیز ہے"[1]

۹۴۔ اس خط کا دوسرا نسخہ بسند اعثم کوفی صتے

"بعد سلام کے واضح ہو کہ اہلِ کوفہ نے مجھے مطلع کیا ہے کہ فارسی لشکر بہت بڑی تعداد میں اسلام کا چراغ گل کرنے نہاوند میں جمع ہوا ہے۔ مجھے فضلِ خداوندی سے پوری امید ہے کہ مسلمانوں کو فتح ہوگی۔

۲۔ میں نے اہلِ کفر و ضلالت کے مقابلہ کے لئے ایک لشکر نام زد کیا ہے اور تم کو اس کا سالار مقرر کرتا ہوں۔

۳۔ یہ خط پاکر تم کو چاہیئے کہ اُن مسلمانوں کے ساتھ جو چلنے کو تیار ہوں مدائن کا رخ کرو اور وہاں سفید محل کے پاس کیمپ لگاؤ

[1] سیف بن عمر طبری ۴/۲۳۲۔

تاکہ بصرہ اور کوفہ سے جو فوجیں اس مہم کے لئے مقرر کی گئی ہیں تم سے آملیں۔

۴۔ جب ساری فوج یک جا ہو جائے تو تم خدا کی مدد اور نظرِ کرم پر بھروسہ کر کے نہاوند کو روانہ ہو جاؤ اور وہاں پہنچ کر جنگی کارروائی شروع کر دو۔ مجھے پکی امید ہے کہ خدا تمہاری مدد کرے گا اور دشمن سرنگوں ہوں گے۔

۵۔ سائب بن اقرعؒ کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں، ان کو جو کام سونپا ہے تم کو زبانی بتائیں گے اور تمہارے ساتھ رہیں گے۔

۶۔ تم پر لازم ہے کہ خدا کی مدد اور فضل پر بھروسہ رکھو اور اس کے وعدہ کو جو اس نے ایران و شام کی فتح کا ہم سے کیا ہے برحق سمجھو، کیوں کہ خدا اپنے وعدہ سے کبھی نہیں پھرتا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ جب تمھارا مقابلہ دشمن سے ہو تو تم کو چاہئے کہ ڈٹے رہو اور صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو، خدا صبر کرنے والوں کے حق میں فرماتا ہے کہ ان کو بے اندازہ انعام ملے گا۔ یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

۹۵۔ اس خط کا تیسرا نسخہ بروایت سیف بن عمر:۔

جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ یزدجرد نے اپنے قلمرو کے ہر صوبہ اور شہر سے فوجیں طلب کی ہیں اور اُن کی ڈیڑھ لاکھ کے قریب جمعیت حُلوان کی سرحد پر جمع ہو رہی ہے تو انھوں نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ آیا اس بڑے خطرہ کے مقابلہ کے لئے میں خود جاؤں یا کسی کو بھیجوں۔ طے ہوا کہ آنے والی مہم ایک ہمت ور،

لہ سائب کے ذمہ مال غنیمت کی نگہداشت اور تقسیم تھی۔

نڈر اور تجربہ کار سالار کے سپرد کی جائے اور حضرت عمر مرکز سے باہر نہ جائیں۔ حضرت عمر کی نظرِ انتخاب نُعمان بن مُقَرِّن پر پڑی جن کے دل میں جہاد کا بے پایاں جوش تھا۔ جیساکہ ہم اوپر پڑھ آئے ہیں جب ہرمزان اور یزدجرد کی فوجیں مسلمانوں کو اہواز سے نکالنے اُٹھی تھیں، اس وقت نعمان مرکز کے زیرِ ہدایت اپنے مستقر کسکر سے اہواز گئے تھے۔ اور وہاں رامہرمز، ایذج وغیرہ اہم فتوح حاصل کر کے کوفہ کے چند سالاروں کے ساتھ بصرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ حلوان کی سرحد پر جنگ کے سیاہ بادل چھانے لگے۔ حضرت عمر نے یہ خط نعمان کو بھیجا اور ایلچی کو تاکید کی کہ ان کو صورتِ حال سے پوری طرح باخبر کر دے:۔

"میں نے تم کو اُس لشکر کا سالارِ اعلیٰ مقرر کیا ہے جو فارسیوں کے مقابلہ میں بھیجا جائے گا۔ تم نہاوند کی طرف روانہ ہو جاؤ اور ماہ[1] میں جاکر خیمہ لگاؤ۔ میں نے کوفہ کے حاکم (عبداللہ بن عبداللہ بن عِتبان) کو لکھا ہے کہ ایک فوج تمھارے پاس بھیجیں۔ جب یہ فوج تم سے آملے تو کل فوج کے ساتھ فیرُوزان (ایرانی فوجوں کا سپہ سالار) اور اُن کی فارسی و غیر فارسی فوجوں سے لڑنے نکلو۔ خدا سے فتح کی دعا مانگتے رہو اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد رکھو۔"[2]

۹۶۔ سعد بن ابی وقاص کے نام

یہ خط شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفاء میں نقل کیا ہے۔ اس کے سیاق و سباق پر

---

[1] ماہ سے مراد غالباً ماہ شہریاراں ہے جو اُس ضلع کا نام تھا جس میں طرز نامی شہر تھا جہاں بقول سیف بن عمر نعمان نے اپنا خیمہ لگایا تھا اور جہاں بصرہ اور کوفہ کی فوجیں ان سے آکر ملی تھیں۔
یاقوت مصر ۷/۲۷۶

[2] سیف بن عمر، طبری ۴/۲۳۹

روشنی نہیں ڈالی گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سعد کو لکھے گئے خط کا ٹکڑا ہے :-

"اے سعد! جب خدا کسی انسان کو چاہتا ہے تو اس کو لوگوں کا چہیتا بنا دیتا ہے۔ پس اگر تم یہ معلوم کرنا چاہو کہ خدا تم کو کتنا چاہتا ہے۔ تو یہ دیکھو کہ لوگ تم کو کتنا چاہتے ہیں۔ یاد رہے کہ تم خدا کی رضا جوئی جتنی کروگے اتنا ہی خدا تمہارا خیال کرے گا۔[1]"

۹۷۔ نعمان بن مُقرّن کے نام

سیف بن عمر کا بیان ہے کہ جب نُعمان طَرز نامی شہر میں مقیم تھے تو ان کو ذیل کا خط موصول ہوا۔ طَرز حُلوان سے تیس پینتیس میل مشرق میں خراسان کی شاہ راہ سے کوئی بیس میل ہٹ کر ایک وسیع میدان میں واقع تھا۔ کوفہ کی فوجیں اسی جگہ نعمان سے ملی تھیں، طَرز سے نہاوند تقریباً ستر میل دور تھا۔ نُعمان نے اسی جگہ سے طُلیحہ، عمرو بن معدی کرِب اور عمرو بن سلمی کی سرکردگی میں گشتی دستے ایرانی لشکر کے حالات اور گرد وپیش کا جغرافیا دریافت کرنے روانہ کئے تھے۔[2]

"واضح ہو کہ تمھاری فوج میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو عہدِ جاہلیت میں بڑے سورما اور صاحبِ اقتدار رہ چکے ہیں۔ اُن کو ایسے لوگوں پر سبقت دو جو علمِ جنگ میں اُن سے کم ہیں۔ اُن سے مشورہ کرو اور اُن کے مشورہ پر عمل کرو۔ طلیحہ، عمرو بن معدی کرِب اور عمرو بن ابی سلمی

لہ ازالۃ الخفاء بریلی ۲/۱۸۲

سلہ مقدسی، لیدن صفحہ ۳۹۳ و ۴۰۱ و یاقوت مصر ۶/۴۹ و ۴/۲۴۰

سے جنگی معاملات میں صلاح لو مگر کوئی عہدہ ان کے سپرد نہ کرد۔[1]

اس خط کا کسی قدر مختلف نسخہ ابو عبیدہ معمر مثنٰی کی کتاب مقاتل الفرسان کے حوالہ سے ازالۃ الخفاء (۲/۲۰۲) میں بھی بیان ہوا ہے۔

۹۸۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کے نام

جب سعد بن ابی وقاص شکایتوں کی صفائی پیش کرنے کوفہ سے مدینہ روانہ ہوئے تو انھوں نے ایک سمجھدار اور معزز عرب عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو اپنا جانشین مقرر کیا جن کو بعد میں حضرت عمر نے گورنری پر بحال رکھا جس وقت سرحد حلوان پر جمع ہونے والی ایرانی فوجوں سے تصادم کی تیاری ہو رہی تھی، ابن عتبان کوفہ کے گورنر تھے، حضرت عمر نے نعمان کو مذکورہ بالا خط لکھنے کے بعد یہ فرمان ابن عتبان کو بھیجا:۔

کوفہ سے اتنی فوج نعمان بن مقرن کے پاس بھیجو۔ میں نے نعمان کو لکھا ہے کہ اہواز سے ماہ کی طرف پیش قدمی کریں۔ کوفہ کی فوج کو چاہیئے کہ ماہ میں نعمان سے جا ملیں اور اس فوج کو لے کر نعمان نہاوند کو روانہ ہوں۔ کوفہ کی فوج پر حذیفہ بن یمان کو سالار مقرر کرتا ہوں۔ کل فوج کے سالارِ اعلیٰ نعمان ہوں گے۔ میں نے نعمان کو یہ بھی لکھا ہے کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو کل فوج کے سالار حذیفہ ہوں گے اور اگر حذیفہ کو کوئی چشم زخم لگے تو فوج کے سالار نعیم بن مقرن ہوں گے۔[2]

---

[1] سیف بن عمر طبری ۱/۲۴۰ [2] سیف بن عمر طبری ۱/۲۳۹

۹۹- کوفہ کے باشندوں کے نام

۲۱ھ میں جب اہل فارس کی زبردست فوجی تیاری کی خبریں جنہوں نے بعد میں جنگ نہاوند کی شکل اختیار کی، سارے مفتوحہ اسلامی علاقہ میں گرم ہو رہی تھیں، اس وقت کوفہ کے کچھ تنگ نظر اور قبائلی ذہنیت کے لوگوں نے اپنے گورنر سعد بن ابی وقاص کی مرکز سے شکایت کی اور ان کو معزول کرانا چاہا۔ حضرت عمر نے شکایت کی تحقیق کرائی اور گو کہ اس سے کوئی وزنی بات سعد کے خلاف بہم نہ ہو سکی، پھر بھی انھوں نے اہل کوفہ کو خوش کرنے کے لئے ایک دوسرے شخص عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو گورنر مقرر کیا۔ نئے گورنر کے عہد میں نہاوند کی مشہور اور فیصلہ کن لڑائی ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد ان کو ایک عسکری مہم پر بھیجا گیا اور ان کی جگہ زیاد بن حنظلہ گورنر مقرر ہوئے۔ زیاد کو یہ عہدہ پسند نہ آیا اور جلد ہی انھوں نے استعفار دے دیا[1]۔ اہل کوفہ کی قبائلی تنگ نظری اور فتنہ پرور رجحانات دور کرنے کے لئے حضرت عمر نے ضروری سمجھا کہ کوفہ میں تعلیم قرآن کا مناسب اور مستقل انتظام کیا جائے اور یہ انتظام براہ راست مرکز کی زیر نگرانی ہو، گورنر کو دوسرے کاموں سے اتنا وقت نہ ملتا تھا کہ تعلیم و تربیت کی طرف کما حقہ توجہ کر سکتا۔ اس لئے انھوں نے گورنر کے فرائض دو حصوں میں بانٹ دیئے اور مدینہ سے دو آدمی بھیجے، ایک عمار بن یاسر جن کے سپرد امامت اور فوجی معاملات تھے اور دوسرے عبداللہ بن مسعود جن کو تعلیم اور خزانہ کی نگرانی پر مامور کیا گیا۔ ان کے ساتھ حضرت عمر نے کوفہ کے باشندوں کے نام یہ خط بھیجا:—

"واضح ہو کہ میں تمھارے پاس عمّار بن یاسر کو گورنر اور ابن مسعود کو

[1] سیف بن عمر طبری ۴/۲۳۶ و ۲۴۶

معلم اور وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں یہ دونوں رسول اللہ کے بہترین صحابہ اور بدر کے ممتاز مجاہدوں میں سے ہیں۔ ان کا کہا مانو اور ان کے طور طریق پر عمل کرو۔ میں عبداللہ بن مسعود (جیسے عالم دین کو جن کی مجھے یہاں ضرورت ہے) ایثار کر کے تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔"

مذکورہ خط ازالۃ الخفار سے لیا گیا ہے، اس کا نسخہ طبری میں سیف بن عمر کی سند پر یہ ہے:۔

واضح ہو کہ میں نے عمار بن یاسر کو تمہارا گورنر اور عبداللہ بن مسعود کو تمہارا معلم اور وزیر مقرر کیا ہے، ان کے علاوہ حذیفہ بن یمان کو دجلہ سے سیراب ہونے والے علاقہ کا حاکم خراج مقرر کرتا ہوں۔"[1]

فتوح البلدان میں قاسم بن سلام کی سند پر ایک روایت بیان ہوئی ہے جس کی رو سے حضرت عمر نے پیمائش اور لگان بندی کی خدمت پر حضرت عثمان بن حُنیف کو مامور کیا تھا، اور ان تین افسروں کے لئے ایک بکری یومیہ راشن کی تھی اس طرح کہ نصف مع ہاتھ پیروں کے عمار کو دی جاتی اور نصف میں ابن مسعود اور عثمان شریک ہوتے۔[2]

---

[1] سیف بن عمر، طبری ۴/۲۴۷ [2] فتوح البلدان، مصر، ۱۳۱۹ھ ۲۷۸

رہنمائے قرآن

اسلام اور پیغمبر اسلام صلعم کے پیغام کی صداقت کو سمجھنے کے لئے اپنے رنگ کی یہ بالکل جدید کتاب ہے جو خاص طور پر غیر مسلم یوروپین اور انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب کے لئے لکھی گئی ہے۔

جدید اڈیشن ۔ قیمت ایک روپیہ